97786-لوگوں کے ذوق اور عرف کے مطابق چلتے ہوئے لباس ٹخنوں سے نیچے رکھنا، اور پتلون ٹخنوں سے نیچے رکھنا

سوال

ہمارے اس معاشرے میں بغیر کسی تکبر اور غرور سے سلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا حکم کیا ہے ؟

جبکہ سلوار ٹخنوں سے اوپر اٹھا کر رکھنا آدمی کے منظر کو خراب کر دیتا ہے، اور سب لوگ اسے عجیب و غریب نظروں سے دیکھتے ہیں، آپ سے گزارش ہے کہ آپ میرے سوال کو مجادلہ اور بحث کے انداز میں نہ دیکھیں بلکہ یہ صرف حقیقی سوال ہے، اور میرے لیے یہ بہت اہمیت کا حامل ہے، خاص کر ملازمت کے دوران.

پسندیدہ جواب

اول :

میرے سائل بھائی آپ یہ علم میں رکھیں کہ شرعی احکام کا مقصد یہ نہیں اور نہ ہی شریعت نے ایسے احکام صادر کیے ہیں جو کسی مسلمان کو ذلیل و رسوا کریں، یا پھر لوگوں میں وہ عجوبہ اور مسخرا پن کا شکار ہو جائے، بلکہ شریعت مطہرہ تو ایسے احکام لائی ہے جو لوگوں کی دینی اور دنیاوی بھلائی پر مشتمل ہیں.

اور جب آپ عالم دنیا کے حالات کا بغور جائزہ لینگے تو آپ کو اس قول کی صداقت ملے گی، ساری امتوں کی اپنی دنیاوی زندگی میں اسلام کی مخالفت ناکام ہو چکی ہے مثال کے طور پر آپ مرد و عورت کے اختلاط کے اثرات دیکھیں کہ دوسری امتوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے، اور اسی طرح شراب نوشی کے اثرات بھی، اور بے پردگی اور بے حیائی کا نتیجہ کیا نکلا، اور پھر آپ ان قوموں کی حریت و آزادی رائے کیا نتیجہ کیا ہے، یقینا اب اکثر قومیں اور معاشرے اس سے پریشان ہیں، اور یہی قومیں ہیں جن میں خودکشی کا رجحان زیادہ ہے، اور ان میں بیویوں کو زدوکوب کرنا اور انہیں قتل کرنا بھی بہت زیادہ ہے، اس کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں.

اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ تو ان کے اپنے سروے سے ہی ثابت ہوا ہے، ہم اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے، بلکہ ہم تو صرف آپ اور دوسری قارئین کرام کے لیے اشارہ ہی کر رہے ہیں جنہیں ہو سکتا ہے شیطان وہم اور وسوسہ میں بتلا کر دے کہ اسلام کے کچھ شعار صحیح نہیں ان شاء اللہ ہم آپ کو ان میں شمار نہیں کرتے، لیکن اس پر متنبہ اور اشارہ کرنے میں کوئی مانع بھی نہیں.

دوم :

محترم بھائی آپ یہ بھی علم میں رکھیں کہ جب معاملہ کسی ایسی چیز سے تعلق رکھتا ہو جو اللہ کا حکم اور واجب ہو، یا پھر حرام سے تعلق رکھے جس سے اللہ نے منع کیا اور روکا ہو تو پھر اس میں لوگوں اور عادات و عرف کا خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ مسلمان کے شایان شان ہی نہیں کہ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کا خیال کرتا پھرے.

جی ہاں مستحبات اور مباح اور مکروہات میں لوگوں کے حالات اور عرف کا خیال رکھنا ممکن ہے، لیکن واجبات اور حرام میں بالکل کسی بھی طور پر لوگوں کی بنا پر ان کو نہیں چھوڑا جا سکتا کہ واجب کو چھوڑ دیا جائے، اور حرام کا مرتکب ہوا جائے.

بعض لوگ غلطی سے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو گرا کر ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرنے کو ترک کر دیا تھا"

وہ اس سے واجب کو ترک کرنے کی دلیل لیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں بلکہ غلط ہے، اگر یہ واجب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اسے تالیف قلب کے لیے ترک نہ کرتے، بلکہ یہ جائز تھا، ہم ذیل میں مکمل حدیث اور اس پر اہل علم کی کلام پیش کرتے ہیں :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہنے لگے :

"اے عائشہ اگر تیری قوم جاہلیت کے دور کے قریب نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کو گرانے کا حکم دوں اور پھر میں اس میں وہ حصہ بھی شامل کر دوں جو اس سے نکال دیا گیا ہے، اور اسے زمین کے ساتھ ملا دوں اور اس کے دو دروازے بنا دوں ایک مشرقی جانب اور ایک مغربی جانب تو اس طرح وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر آ جائیگا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1509) صحیح مسلم حدیث نمبر (1333).

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں :

"مجھے خدشہ ہے کہ ان کے دل اسے ناپسند سمجھینگے"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں :

" یہ معلوم ہے کہ روئے زمین پر سب سے بہتر جگہ کعبہ ہے، اور اگر اسے اس طریقہ میں بدلنا اور تبدیل کرنا واجب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اسے ترک نہ کرتے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ جائز تھا، اور یہ کہ زیادہ صحیح یہی تھا اگر قریش نئے نئے مسلمان نہ ہوتے، اور اس میں کعبہ کی تعمیر کو پہلی تعمیر سے تبدیل کرنا پایا جاتا ہے، تو یہ معلوم ہوا کہ بالجملہ یہ جائز تھا، اور ایک تالیف کو دوسری تالیف سے تبدیل کرنا تبدیل کرنے کی ایک قسم ہے"

دیکھیں : مجموع الفتاوی (244/31).

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک جگہ یہ کہتے ہیں :

چنانچہ اس وقت افضل کو ترک کرنا تا کہ لوگ متنفر نہ ہوں، اور اسی طرح اگر آدمی بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کی رائے رکھتا ہو اور کسی ایسی قوم کی امامت کرائے جو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا مستحب سمجھتے ہوں، یا اس کے برعکس اور وہ ان کی موافقت کرے تو اس نے بہتر کام کیا"

دیکھیں : مجموع الفتاوی (22/268-269).

اور ایک جگہ کہتے ہیں :

"اور بعض اوقات وہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام سے مفضول کی جانب منتقل ہو جاتے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں موافقت اور تالیف قلب ہوتی، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا تھا :

"اگر تیری قوم عہد جاہلیت کے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر اس کے دو دروازے بنا دیتا"

تو یہاں موافقت اور تالیف قلب کے لیے ترک اولی ہے، جو کہ اس اولی اور افضل سے بہتر ہے"

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (91/26).

سوم :

عمومی طور پر لباس اور خاص کر سلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے کے متعلق چند ایک امور پر تنبیہ کرنا ضروری ہے :

1- کپڑے اتنے نیچے رکھنا حتی کہ وہ ٹخنوں سے چھونے لگیں تو یہ کبیرہ گناہ ہے، اور پھر ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے کی حرمت غرور اور تکبر کے ساتھ مقید نہیں، بلکہ یہ بذاتہ حرام ہے، اور یہ چیز بنفسہ تکبر کی علامت ہے، اس لیے اگر اس کے ساتھ دل کا غرور اور تکبر بھی مل جائے تو اور بھی زیادہ گناہ کا باعث ہوگا.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ابن عربی رحمہ اللہ کا کہنا ہے : مرد کے لیے کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں، اور اس کا یہ کہنا کہ : "میں تکبر اور غرور سے تو کپڑا ٹخنوں سے نیچے نہیں رکھتا" جائز نہیں، کیونکہ بعض اوقات نہی الفاظ کو حاصل ہوتی ہے، اور جسے لفظا حکم حاصل ہو اس کے لیے یہ کہنا جائز نہیں "میں اس میں شامل نہیں ہوتا" کیونکہ یہ علت مجھ میں نہیں ہے" اس لیے کہ یہ دعوی غیر مسلم ہے، بلکہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا ہی تکبر پر دلالت کرتا ہے" اھ مخلص.

حاصل یہ ہوا کہ :

اسبال یعنی کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا کپڑے کو زمین پر گسیٹنے کو مستلزم ہے، اور کپڑا زمین پر رگڑنا اور زمین پر لگنا تکبر کو لازم کرتا ہے، چاہے ایسا لباس پہننے والا تکبر کا ارادہ کرے یا نہ، اس کی تائید دوسری سند سے درج ذیل روایت سے ہوتی ہے :

احمد بن منیع ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں انہوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے کہ :

"تم اپنا تہہ بند گھسٹنے سے اجتناب کرو، کیونکہ تہہ بند گھسیٹنا تکبر میں سے ہے"

دیکھیں : فتح الباری (264/10).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"تم تہہ بند نیچے گھسیٹنے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے"

تو کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنے کو تکبر میں شمار کیا ہے؛ کیونکہ غالب طور پر یہ اسی بنا پر ہوتا ہے، اور جو ایسا تکبر سے نہ کرے تو اس کا عمل تکبر کی جانب جانے کا وسیلہ ہے، اور وسائل کو بھی غایات کا حکم حاصل ہے"

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (383/6).

اس سلسلہ میں سوال (762) کا جواب بھی دیکھا جائے، اس میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے کی حرمت کے دلائل بیان ہوئے ہیں.

2-کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ دین کو چھلکے اور گودے میں تقسیم کرتا پھرے، اور ایسی تقسیم کرنے والے سلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے، اور داڑھی مونڈنے کو چھلکا بنائیں، یہ جائز نہیں! یہ بہت بڑی غلطی ہے، اور اس کا سبب شرعی احکام سے جہالت ہے، اور یہ دونوں فعل کبیرہ گناہوں میں شامل ہوتے ہیں، دیکھیں کہ اس طرح کی تقسیم کرنے والوں نے اپنے اس برے قول کی بنا پر کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کو کتنا آسان کر لیا ہے.

ان کا رد معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (12808) کے جواب کا مطالعہ کریں.

3-اسبال صرف ثوب (عربی لباس) میں ہی نہیں، بلکہ یہ تہہ بند، اور سلوار اور پائجامہ، اور پتلون، اور جبہ وغیرہ سب اشیاء میں ہے، اور ہر اس لباس میں جو مسلمان پہنتا ہے، اگر وہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو یہ اسبال شمار کیا جائیگا.

4-ہم یہ تنبیہ کرتے ہیں کہ جو آدھی پنڈلی تک پہنا جاتا ہے وہ تہہ بند ہے، لیکن پتلون یا ثوب اس طرح نہیں، بلکہ یہ ٹخنوں سے اوپر رکھے جائینگے، اور کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ یہ اس کے ٹخنوں کے ساتھ لگیں.

ہم نے یہ دونوں مسئلے (4-5) سوال نمبر (10534) کے جواب میں بیان کیے ہیں، آپ اس کا مطالعہ کریں.

5-اگر پتلون اور پینٹ یا ٹراوزر تنگ ہو جیسا کہ ہمیں سائل کے قول سلوار سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہی مقصود لے رہا ہے اور ستر کے حجم کو واضح کرے تو اسے زیب تن کرنا حلال نہیں ہے.

اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (69789) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اور آخر میں ہم یہ کہتے ہیں :

6-پینٹ ٹخنوں سے نیچے رکھنا کبیرہ گناہ ہے، اس لیے اسے چھوٹا کرنے اور ٹخنوں سے اونچا رکھنے میں لوگوں کے ذوق اور ان کی رائے کا اعتبار نہیں کیا جائیگا، بلکہ اس کے برعکس سنت پر عمل کرتے ہوئے اسے ٹخنوں سے اونچا ہی رکھا جائیگا، جیسا کہ ہم جواب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں.

بلکہ ہمیں تو ایسے شخص پر بہت زیادہ تعجب ہوتا ہے جو یہ رائے رکھے کہ سنت پر عمل کرتے ہوئے لباس ٹخنوں سے اونچا رکھنے سے مسلمان کا منظر خراب ہو جاتا ہے، اور وہ عورتوں کا آدھی ران تک اپنا لباس رکھنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا، اور نہ ہی اس کی رائے میں تنگ پتلون میں کچھ ہے جو آج کل نوجوان پہن رہے ہے.

اور نہ ہی وہ آج کل کی نئے رواج کی پینٹیں پہننے کو غلط سمجھتا ہے، اور حیوانوں اور جانوروں کے بالوں جیسی کٹنگ بنوانے کو بھی غلط نہیں سمجھتا، جو شیر کٹ، اور مرغ کلغی کٹ اور بطخ کٹ اور چوہا کٹنگ کے نام سے معروف ہیں.

ٹخنوں سے اوپر لباس پہننے والے بھائی کو چاہیے کہ وہ اس میں مبالغہ مت کرے، لباس ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے، اور اس سلسلہ میں لوگوں کی باتوں پر دھیان نہیں دینا چاہیے، کہ وہ کیا کہینگے، لباس چھوٹا رکھنے میں مبالغہ نہ کریں، اور جو بھائی اس سنت پر عمل کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اس میں اپنے آپ کو لوگوں کا مذاق نہ بنائیں، اور نہ ہی وہ اس مسئلہ کو کسی دوسرے کے حساب پر کھولیں، اور اس طرح کے افعال کو جس میں شریعت نے وسعت رکھی ہے اسے اپنے اور لوگوں کے درمیان حائل اور پردہ نہ بنائیں، اور ان افعال میں انہیں اپنے ملک کے عرف کا خیال کرنا ممکن ہو تو ایسا کر لیں، یعنی اگر اس میں شریعت کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو وہ اس پر عمل کر لیں.

اور اگر وہ اپنا لباس ٹخنوں سے ذرا اونچا رکھ لیں تا کہ لوگ انہیں مذاق کا نشانہ نہ بنائیں، اور نہ ہی وہ اسے اپنے اور لوگوں کے مابین آڑ اور حائل بنائیں، تو ایسا کرنا جائز ہے، امید ہے کہ انہیں اپنا لباس چھوٹا رکھنے سے اس فعل کا زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو گا.

لہذا پینٹ اور پتلون وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا ان حرام کاموں میں شمار ہوتا ہے جس میں لوگوں کے ذوق اور عرف و عادات کا خیال نہیں رکھا جاتا، اور کسی بھی مکلف شخص کے لیے اس معاملہ میں لوگوں کی وجہ سے مخالفت کرنی جائز نہیں ہے، لیکن لباس چھوٹا رکھنے کی حد (یعنی ٹخنوں سے اوپر تک) میں مکلف شخص اپنے ملک کے لوگوں کی عادات و عرف اور ان کے نظریہ کا خیال رکھے تو یہ افضل اور بہتر ہے، لیکن ٹخنوں سے نیچے نہ رکھے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

لباس نصف پنڈلی تک رکھنا سنت ہے، اور نصف پنڈلی سے نیچے تک رکھنا بھی سنت ہے، لیکن ٹخنوں سے نیچے رکھنا ممنوع اور حرام ہے، کیونکہ صحابہ کرام جو کہ بعد میں آنے والوں سے زیادہ قدر کے لائق ہیں، اور بعد میں آنے والوں سے بھی زیادہ خیر و بھلائی سے محبت کرتے تھے، ان کے لباس بھی ٹخنوں تک یا اس سے کچھ اوپر ہوتے تھے، جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا :

"اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے تہہ بند کی سائڈ نیچے چلی جاتی ہے، حالانکہ میں اس کا بہت خیال بھی رکھتا ہوں "

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی چادر نصف پنڈلی سے نیچے تھی؛ کیونکہ اگر وہ نصف پنڈلی تک ہوتی اور ڈھیلی ہو کر زمین پر لگ جانے سے تو اوپر کا ستر والا حصہ ننگا ہو جاتا، اور صحابہ کرام کے مابین یہ معروف تھا.

تو مثلا اگر آپ دیکھیں کہ : لوگ نصف پنڈلی یا اس سے ذرا نیچے رکھنا اچھا نہیں سمجھتے، اور اگر بغیر کسی اسراف اور تکبر کے لوگوں کی طرح آپ لباس پہنیں تو آپ کی بات زیادہ قبول ہو گی، الحمد للہ آپ تالیف قلب اور کلام کو منوانے کے لیے اسے چھوڑ دیں جسے کرنا چاہتے تھے.

اس لیے جو شخص لوگوں کی عادت کے مطابق لباس پہنتا ہے اور وہ حرام نہ ہو تو میں دیکھتا ہوں کہ نصف پنڈلی یا اس سے زائد اوپر لباس رکھنے والوں کی بنسبت دوسرے شخص کی کلام کو زیادہ قبول کرتے ہیں، اور بعض اوقات انسان مستحب کو اس لیے ترک کرتا ہے تا کہ اس سے بھی افضل کو حاصل کیا جا سکے، اس لیے میری رائے یہ ہے کہ اگر اسے اس کا والد نصف پنڈلی سے نیچے لباس رکھنے کا کہتا ہے تو وہ اس میں ان کی بات مانتے ہوئے اطاعت کر لے؛ کیونکہ یہ سب سنت ہے، اور الحمد للہ صحابہ کرام نے اس سب پر عمل کیا ہے "

دیکھیں : لقاءات الباب المفتوح (83) سوال نمبر (14).

واللہ اعلم.